

تاریخ: ۲۸/۱۱/۲۰۱۸	فتویٰ نمبر: ۱۸۰/۲-۷	مخیر: حسان عصفور
سائل:	سائل کا ای میل ایڈریس:	
عنوان:		



السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

۱۔

الف۔ کیا مندرجہ ذیل روایت اسرائیلیات میں سے ہے؟

اخرجہ ابن ابی شیبۃ فی "مصنفہ" (31843)، والطبری فی "تفسیرہ" (334/18)، وابن ابی حاتم فی "تفسیرہ" (17156)، والحاکم فی "المستدرک" (3536)، جمیعاً من طریق الأعمش، عن المینہال، عن سعید بن جبیر، زاد بعضهم "وعن عبد اللہ بن الحارث"، عن ابن عباس، قال: "لما أتى موسى قومه فأمرهم بالزكاة، فجمعهم قارون فقال: هذا قد جاءكم بالصوم والصلوة وبأشياء تطيقونها، تختلمون أن تعطوه أموالكم؟ قالوا: ما نختلم أن نعطيها أموالنا فيما ترضى؟ قال: أرى أن نرسل إلى بني إسرائيل فنأمرها أن ترميه على رؤوس الأجناد والناس بأنه أرادها على نفسها، ففعلوا، فرمت موسى عليه السلام على رؤوس الناس، فدعا الله عليهم، فأوحى الله تعالى إلى الأرض أن أطيعيه، فقال لها موسى عليه السلام: خذيه، فأخذتهم إلى ركبهم، قال: فجعلوا يقولون: يا موسى يا موسى قال: خذيه، فأخذتهم إلى حجزهم، فجعلوا يقولون: يا موسى يا موسى فقال: خذيه، فأخذتهم إلى أعناقهم، فجعلوا يقولون: يا موسى يا موسى، قال: فأخذتهم فغيبتهم، فأوحى الله تعالى إلى موسى عليه السلام: يا موسى، سألك عبادي وتضرعوا إليك فأبيت أن تجيبهم، أما وعزتي لو أنهم دعوني لأجبتهم، وفي لفظ عند الطبري في "تفسیرہ": "فأوحى الله إليه يا موسى: استغاث بك فلم تجبته، أما لو استغاث بي لأجبتته ولا عشتة"

ب۔ نیز اس روایت کا یہ حصہ (یا موسى، سألك عبادي وتضرعوا إليك فأبيت أن تجيبهم، أما وعزتي لو أنهم دعوني

لَا جِبْتُهُمْ

کیا قرآن مجید کی سورۃ غافر کی درج ذیل آیت کے متعارض ہے؟

فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا سُنَّتَ اللَّهُ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ (85)

ج۔ قارون کے غرق ہونے کے قصے میں کتنا حصہ مستند روایات سے ثابت ہے؟

وفي بعض الأخبار أن الخسف به وباداره كان في زمان واحد. وكانت داره فيها قبيل: من صفائح الذهب وجاء في عدة آثار أنه يخسف به كل يومه قامة وأنه يتجلجل في الأرض لا يبلغ قعرها إلى يوم القيامة والله تعالى أعلم بصحة ذلك، بل هو مشكل إن صح ما قاله الفلاسفة في مقدار قطر الأرض ولم يقل بأن لها حركة أصلاً، وأما الخسف فلا شك في إمكانه الذاتي والوقوعي وسببه العادي مبين في محله (روح المعاني، سورة القصص، آية 81)



"... علیٰ ہذا قارون اس وقت سے لے کر اب تک زمین میں دھنس رہا ہے اور قیامت تک دھنستا رہے گا وغیرہ وغیرہ، یہ سب بے سند اور جھوٹے قصے ہیں۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ فلکیات کے ماہرین کے مطابق زمین کے قطر کی مقدار معین ہے اس لئے یہ دھنسنے کا واقعہ اشکال سے خالی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بصحة ذلك، بل هو مشكل إن صح ما قاله الفلاسفة في مقدار قطر الأرض" (تفسیر جواہر القرآن از مولانا غلام اللہ خان، سورۃ القصص، آیت 81)

2۔ صحیح بخاری وغیرہ کی مندرجہ ذیل روایت میں جس بندے کے زمین میں دھنسنے کا ذکر ہے، کیا وہ قارون تھا یا کوئی اور بندہ؟

اس حدیث میں "يَتَجَلَّلُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" سے کیا مراد ہے؟

نیز اس واقعہ پر بھی روح المعانی اور جواہر القرآن میں ذکر کردہ اشکال وارد ہوتا ہے۔ اس کی کیا تطبیق ہو سکتی ہے؟

حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ، أَوْ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "بَيْنَمَا رَجُلٌ يَنْشِي فِي حُلَّةٍ، تُعْجِبُهُ نَفْسُهُ مَرَجَلٌ جُنَّتَهُ، إِذْ خَسَفَ اللَّهُ بِهِ، فَهُوَ يَتَجَلَّلُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ"

(صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخَيْلَاءِ، حدیث 5789)

قوله فهو يتجلجل إلى يوم القيامة في حديث ابن عمر فهو يتجلجل في  
 الأرض إلى يوم القيامة وفي رواية الربيع بن مسلم عند مسلم فهو يتجلجل في  
 الأرض حتى تقوم الساعة ومثله في رواية أبي رافع ووقع في رواية همام عن أبي  
 هريرة عند أحمد حتى يوم القيامة والتجلجل بجيمين التحرك وقيل الجلبة  
 الحركة مع صوت وقال بن دريد كل شيء خلطت بعضه ببعض فقد جلجلته وقال  
 بن فارس التجلجل أن يسوخ في الأرض مع اضطراب شديد ويندفع بمن شق إلى  
 شق فالمعنى يتجلجل في الأرض أي ينزل فيها مضطربا متدافعا وحكى عياض أنه  
 روى يتجلجل بجيم واحدة ولام ثقيلة وهو بمعنى يتغطى أي تغطية الأرض  
 وحكى عن بعض الروايات أيضا يتخلخل بخاءين مسجمنين واستعدها إلا أن  
 يكون من قولهم خلخلت العظم إذا أخذت ما عليه من اللحم وجاء في غير  
 الصحيحين يتخلخل بخاءين مهملتين قلت والكل تصحيف إلا الأول ومقتضى  
 هذا الحديث أن الأرض لا تأكل جسد هذا الرجل فيمكن أن يلغز به فيقال كافر لا  
 يبلى جسده بعد الموت.

فتح الباري لابن حجر



توا  
 ورق كى بلسنت  
 ملا حظ  
 ز نائس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب حامدًا ومصليًا

(1)۔۔۔ صورت مسئلہ میں مذکورہ حدیث متعدد کتب حدیث میں موجود ہے اور اس کا شمار اسرائیلیات میں نہیں ہوتا، علامہ حاکم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مستدرک حاکم میں اس پر صحت کا حکم لگایا ہے اور علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے مستدرک کی تلخیص میں ان کی موافقت فرمائی ہے، نیز عصر حاضر کے مشہور محدث و محقق شیخ محمد عوامہ حفظہ اللہ نے مصنف ابن ابی شیبہ کی تحقیق و تعلیق میں اس حدیث سے متعلق علامہ حاکم رحمہ اللہ کی تصحیح اور علامہ ذہبی رحمہ اللہ کی موافقت نقل کر کے کسی قسم کی جرح نہیں کی ہے۔

(2)۔۔۔ واضح رہے کہ روایت میں مذکور جملہ أما وعزتی لو انهم دعوني لأجتبهم كالتعلق استغاثه مقرونه بالتوبه کے ساتھ ہے، یعنی اگر قارون اور اس کے ساتھ دھنسنے والے، توبہ کی نیت سے اللہ جل جلالہ کو پکارتے، تو اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرماتے، جب کہ قرآن مجید کی سورۃ غافر کی آیت کا تعلق ایمان البأس کے ساتھ ہے کہ آخری وقت میں عذاب یا علامات عذاب دیکھنے کے بعد ایمان لانا معتبر نہیں۔

لہذا صورت مذکورہ میں روایت اور آیت کی مصداق کے الگ الگ ہونے کی وجہ سے کوئی تعارض نہیں۔

(3)۔۔۔ قارون کا زمین میں دھنسا قرآن مجید کی آیت فحسبنا به وبداره الارض کی وجہ سے قطعی اور یقینی ہے، البتہ دھنسنے کی وجہ اور تفصیل مستند احادیث سے اتنی ہی ثابت ہے جتنا کہ مستدرک حاکم اور مصنف ابن ابی شیبہ کی مذکورہ حدیث میں ہے، لیکن دیگر روایات میں دھنسنے کے مختلف اسباب وارد ہوئے ہیں، بعض روایات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زنا کی تہمت کو سبب قرار دیا گیا ہے، جب کہ بعض روایات میں تکبر اور اعجاب نفسی (خود پسندی) کو سبب قرار دیا گیا ہے، مگر اس میں تطبیق کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ کسی واقعہ کے لئے ایک ہی سبب کا ہونا ضروری نہیں، بلکہ اس کے کئی اسباب بھی ہو سکتے ہیں۔

اور جہاں تک بخاری شریف کی حدیث میں مذکور جملہ "فهو يتجلجل إلى يوم القيامة" کا تعلق ہے، تو اس میں یہ تاویل کریں گے، کہ زمین میں دھنسنے کی رفتار آہستہ کر دی گئی ہو اور قیامت تک دھنسنے کے عذاب میں مبتلاء رکھا جائے، اور چونکہ قیامت کا وقت بھی محدود ہے اور زمین کا قطر بھی متعین اور محدود ہے، لہذا اس صورت میں "روح المعانی اور تفسیر جواہر القرآن میں وارد کردہ اشکال" نہ ہوگا۔

(4)۔۔۔ صحیح بخاری شریف کی مندرجہ حدیث میں مذکور شخص کے بارے میں حضرات محدثین کے آراء مختلف ہیں، چنانچہ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے یہ شخص اس امت میں سے ہو، لیکن یہ واقعہ پیش نہیں آیا، بلکہ بعد میں پیش آئے گا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ واقعہ امم سابقہ میں کسی کے ساتھ پیش آیا ہو، جب کہ علامہ کلاباذی رحمہ اللہ تعالیٰ اور علامہ جوہری رحمہ



اللہ نے اس شخص کے قارون ہونے کی تصریح فرمائی ہے، اور حدیث میں تجلجل سے مراد حرکت کرتے ہوئے زمین میں دھنسا ہے۔

لما في المستدرك للحاكم:

أخبرنا أبو زكريا يحيى بن محمد العنبري، ثنا محمد بن عبد السلام، ثنا إسحاق، أنبأ أبو معاوية، ثنا الأعمش، عن المنهال بن عمرو، عن سعيد بن جبير، عن عبد الله بن الحارث، عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: لما أتى موسى قومه أمرهم بالزكاة فجمعهم قارون فقال لهم: جاءكم بالصلاة و جاءكم بأشياء فاحتملتموها فتحملوا أن تعطوه أموالكم فقالوا: لا نحتمل أن نعطيها أموالنا فما ترى؟ فقال لهم: أرى أن أرسل إلى بغي بني إسرائيل فترسلها إليه فترمي به بأنه أرادها على نفسها، فدعا موسى عليهم، فأمر الله الأرض أن تطيعه، فقال موسى للأرض: خذهم، فأخذتهم إلى أعقابهم، فجعلوا يقولون: "يا موسى يا موسى"، ثم قال للأرض: خذهم فأخذتهم إلى ركبهم فجعلوا يقولون: "يا موسى يا موسى"، ثم قال للأرض: خذهم، فأخذتهم إلى أعناقهم، فجعلوا يقولون: "يا موسى يا موسى"، فقال للأرض: خذهم فأخذتهم، فغبيتهم، فأوحى الله إلى موسى: يا موسى سألك عبادي وتضرعوا إليك فلم تجبهم و عزتي لو أنهم دعوني؛ لأجبتهم قال ابن عباس: و ذلك قول الله عز و جل: { فحسفنا به و بداره الأرض } خسف به إلى الأرض السفلى، هذا حديث صحيح على شرط الشيخين و لم يخرجاه.

تعلیق الذہبی فی التلخیص: علی شرط البخاری و مسلم.

(رقم الحدیث: 3587، کتاب التفسیر، تفسیر سورة القصص: 3/18، ط: قدیمی)

وفی المصنف لابن ابی شیبہ:

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنِ الْمُنْهَالِ ، عَنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ : لَمَّا أَتَى مُوسَى قَوْمَهُ فَأَمَرَهُمْ بِالزَّكَاةِ أَفْجَمَهُمْ قَارُونُ ، فَقَالَ : هَذَا قَدْ جَاءَكُمْ بِالصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ وَبِأَشْيَاءٍ تُطِيقُونَهَا أَفْتَحْتُمْلُونَ أَنْ تُعْطُوهُ أَمْوَالِكُمْ ؟ قَالُوا : مَا نَحْتَمِلُ أَنْ نُعْطِيَهُ أَمْوَالَنَا فَمَا تَرَى ؟ قَالَ : أَرَى أَنْ تُرْسِلَ إِلَى بَغِيِّ بَنِي



إِسْرَائِيلَ فَتَأْمُرُهَا أَنْ تَزِمِيهِ عَلَى رُؤُوسِ الْأَخْبَارِ وَالنَّاسِ بِأَنَّهُ أَرَادَهَا عَلَى نَفْسِهَا أَفْعَلُوا  
 فَرَمَتْ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامَ عَلَى رُؤُوسِ النَّاسِ ، فَدَعَا اللَّهُ عَلَيْهِمْ فَأَوْحَى اللَّهُ تَعَالَى إِلَى  
 الْأَرْضِ أَنْ أَطِيعِيهِ ، فَقَالَ لَهَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ : خُذِيهِمْ فَأَخَذْتُهُمْ إِلَى أَعْقَابِهِمْ فَجَعَلُوا  
 يَقُولُونَ : يَا مُوسَى يَا مُوسَى فَقَالَ : خُذِيهِمْ فَأَخَذْتُهُمْ إِلَى رُكَبِهِمْ ، قَالَ : فَجَعَلُوا يَقُولُونَ  
 : يَا مُوسَى يَا مُوسَى ، قَالَ : خُذِيهِمْ فَأَخَذْتُهُمْ إِلَى حُجْرِهِمْ أَفَجَعَلُوا يَقُولُونَ يَا مُوسَى يَا  
 مُوسَى ، قَالَ : خُذِيهِمْ فَأَخَذْتُهُمْ إِلَى أَعْنَاقِهِمْ ، فَجَعَلُوا يَقُولُونَ : يَا مُوسَى يَا مُوسَى ،  
 قَالَ : فَأَخَذْتُهُمْ فَغَيَّبْتُهُمْ فَأَوْحَى اللَّهُ تَعَالَى إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ : يَا مُوسَى سَأَلَكَ  
 عِبَادِي وَتَضَرَّعُوا إِلَيْكَ فَأَيُّتُ أَنْ تُجِيبَهُمْ أَمَا وَعِزَّتِي لَوْ إِيَّاي دَعَوْنِي لَأَجَبْتُهُمْ .

(رقم الحديث: 32504، كتاب الفضائل، باب ما ذكر في موسى عليه السلام من

الفضل: 16/535، ط: المجلس العلمي)

وفي روح المعاني:

{ فلم يك ينفعهم إيمانهم لما رأوا بأسنا } أي: عند رؤية عذابنا؛ لأن الحكمة الإلهية  
 قضت أن لا يقبل مثل ذلك الإيمان..... وخسر هنا لك الكافرون أي: وقت رؤيتهم في  
 البأس على أنه اسم مكان قد استعير للزمان كما سلف آنفا، وهذا الحكم خاص بإيمان  
 البأس، وأما توبة البأس؛ فهي مقبولة نافعة بفضل الله تعالى وكرمه، والفرق ظاهر.  
 وعن بعض الأكابر: أن إيمان البأس مقبول أيضا، ومعنى { فلم يك ينفعهم إيمانهم لما رأوا  
 بأسنا } أن نفس إيمانهم لم ينفعهم، وإنما نفعهم الله تعالى حقيقة به، ولا يخفى عليك حال  
 هذا التأويل وما كان من ذلك القبيل، والله تعالى أعلم .

(سورة غافر: الآية: 84 المجلد: 24/122، ط: مؤسسة الرسالة)

وفي التفسير الكبير للرازي:

فَإِنْ قِيلَ: اذْكُرُوا ضَابِطًا فِي الْوَقْتِ الَّذِي لَا يَنْفَعُ الْإِيمَانَ فِيهِ، قُلْنَا: إِنَّهُ  
 الْوَقْتُ الَّذِي يُعَايَنُ فِيهِ نُزُولُ مَلَائِكَةِ الرَّحْمَةِ وَالْعَذَابِ؛ لِأَنَّ فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ يَصِيرُ الْمُرءُ  
 مُلْجَأً إِلَى الْإِيمَانِ فَذَلِكَ الْإِيمَانُ لَا يَنْفَعُ، إِنَّمَا يَنْفَعُ مَعَ الْقُدْرَةِ عَلَى خِلَافِهِ، حَتَّى يَكُونَ الْمُرءُ  
 مُخْتَارًا، أَمَا إِذَا عَايَنُوا عَلَامَاتِ الْآخِرَةِ فَلَا .

(جاری ہے۔۔۔)



ثم قال تعالى: سُنَّهَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَّتْ فِي عِبَادِهِ وَالْمَعْنَى أَنْ عَدَمَ قَبُولِ الْإِيْمَانِ حَالَ الْيَأْسِ  
سُنَّهَ اللَّهِ مُطَّرِدَةٌ فِي كُلِّ الْأُمَّمِ.

ثُمَّ قَالَ: وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ فَقَوْلُهُ هُنَالِكَ مُسْتَعَارٌ لِلزَّمَانِ أَي: وَخَسِرُوا وَقْتَ رُؤْيَةِ  
الْيَأْسِ، وَاللَّهُ الْهَادِي لِلصَّوَابِ.

(سورة المؤمن: الآية: 85، 81، المجلد: 9/536، ط: علوم إسلامية)

وفي تفسير ابن كثير:

وقد ذُكر: أن هلاك قارون كان عن دعوة نبي الله موسى عليه السلام واختلف في  
سببه، فعن ابن عباس والسدي: أن قارون أعطى امرأة بَغِيًّا مالا على أن تبهت موسى  
بحضرة المَلَأ من بني إسرائيل، وهو قائم فيهم يتلو عليهم كتاب الله، فتقول: يا موسى،  
إنك فعلت بي كذا وكذا. فلما قالت في المَلَأ ذلك لموسى عليه السلام، أزعجته من الفرق،  
وأقبل عليها وصى ركعتين ثم قال: أنشدك بالله الذي فرق البحر، وأنجاكم من فرعون،  
وفعل كذا وفعل كذا، لما أخبرتني بالذي حملك على ما قلت؟ فقالت: أما إذ نَشَدْتَنِي فَإِن  
قارون أعطاني كذا وكذا، على أن أقول لك، وأنا أستغفر الله وأتوب إليه. فعند ذلك خَرَّ  
موسى لله عز وجل ساجداً، وسأل الله في قارون. فأوحى الله إليه أي قد أمرت الأرض  
أن تطيعك فيه، فأمر موسى الأرض أن تبطلعه وداره فكان ذلك.

وقيل: إن قارون لما خرج على قومه في زينته تلك، وهو راكب على البغال الشَّهْب،  
وعليه وعلى خدمه الثياب الأرجوان الصَّبْغَة ، فمر في جَحْفَلَه ذلك على مجلس نبي الله  
موسى عليه السلام، وهو يذكرهم بأيام الله. فلما رأى الناس قارون انصرفت وجوه  
الناس حوله، ينظرون إلى ما هو فيه. فدعاه موسى عليه السلام، وقال: ما حملك على ما  
صنعت؟ فقال: يا موسى، أما لئن كنت فَضَّلْتَ عَلَيَّ بالنبوة، فلقد فضلت عليك بالدنيا،  
ولئن شئت لتخرجن، فلتدعون عليّ وأدعو عليك. فخرج وخرج قارون في قومه، فقال  
موسى: تدعو أو أدعو أنا؟ قال: بل أنا أدعو. فدعا قارون فلم يجب له، ثم قال موسى:  
أدعو؟ قال: نعم. فقال موسى: اللهم، مُرْ الْأَرْضَ أَنْ تطيعني اليوم. فأوحى الله إليه أي  
قد فعلت، فقال موسى: يا أرض، خذيهم. فأخذتهم إلى أقدامهم. ثم قال: خذيهم.

(جاری ہے۔۔۔)



فأخذتهم إلى ركبهم، ثم إلى مناكبهم. ثم قال: أقبلوا بكنوزهم وأموالهم. قال: فأقبلت بها حتى نظروا إليها. ثم أشار موسى بيده فقال: اذهبوا بني لاوى فاستوت بهم الأرض. وعن ابن عباس رضي الله عنهما أنه قال: خُسف بهم إلى الأرض السابعة. وقال قتادة: ذكر لنا أنه يخسف بهم كل يوم قامة، فهم يتجلجلون فيها إلى يوم القيامة. \*  
وقد ذكرها هنا إسرائيليات غريبة، أضربنا عنها صفحاً.

(سورة القصص: 3/532، ط: دار السلام)

وفي التفسير الكبير للرازي:

قَالَ الْقَاضِي: إِذَا هَلَكَ بِالْحُسْفِ فَسَوَاءٌ نَزَلَ عَنْ ظَاهِرِ الْأَرْضِ إِلَى الْأَرْضِ السَّابِعَةِ أَوْ دُونَ ذَلِكَ فَإِنَّهُ لَا يَمْتَنِعُ مَا رُوِيَ عَلَى وَجْهِ الْمُبَالَغَةِ فِي الرَّجْرِ، وَأَمَّا قَوْلُهُمْ إِنَّهُ تَعَالَى قَالَ لَوْ اسْتَعْتَبَتْ بِي لَأَعْتَبْتُهُ، فَإِنْ صَحَّ حُجْلٌ عَلَى اسْتِعَانَةِ مَقْرُونَةٍ بِالتَّوْبَةِ فَأَمَّا وَهُوَ ثَابِتٌ عَلَى مَا هُوَ عَلَيْهِ مَعَ أَنَّهُ تَعَالَى هُوَ الَّذِي حَكَمَ بِذَلِكَ الْحُسْفِ لِأَنَّ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا فَعَلَهُ إِلَّا عَنْ أَمْرِهِ فَبَعِيدٌ، وَقَوْلُهُمْ إِنَّهُ يَتَجَلَّجَلُ فِي الْأَرْضِ أَبَدًا فَبَعِيدٌ لِأَنَّهُ لَا بُدَّ لَهُ مِنْ نِهَائِيَّةٍ وَكَذَا الْقَوْلُ فِيمَا ذُكِرَ مِنْ عَدَدِ الْقَامَاتِ، وَالَّذِي عِنْدِي فِي أَمْثَالِ هَذِهِ الْحِكَايَاتِ أَنَّهَا قَلِيلَةٌ الْفَائِدَةُ لِأَنَّهَا مِنْ بَابِ أَخْبَارِ الْأَحَادِ فَلَا تُفِيدُ الْيَقِينَ، وَلَيْسَتْ الْمَسْأَلَةُ مَسْأَلَةً عَمَلِيَّةً حَتَّى يُكْتَفَى فِيهَا بِالظَّنِّ، ثُمَّ إِنَّهَا فِي أَكْثَرِ الْأَمْرِ مُتَعَارِضَةٌ مُضْطَرِبَةٌ فَلَا وَجْهَ طَرْحُهَا وَالْإِكْتِفَاءُ بِمَا دَلَّ عَلَيْهِ نَصُّ الْقُرْآنِ وَتَفْوِيضُ سَائِرِ التَّفَاصِيلِ إِلَى عَالِمِ الْغَيْبِ.

(سورة القصص: 9/17، ط: علوم إسلامية)

وفي عمدة القاري:

حدثنا (آدم) حدثنا (شعبة) حدثنا (محمد بن زياد) قال سمعت (أبا هريرة) يقول قال النبي - صلى الله عليه وسلم - أو قال أبو القاسم: بينما رجل يمشي في حلة، تعجبه نفسه مرجل جمته، إذ خسف الله به فهو يتجلجل إلى يوم القيامة. قوله: (رجل) قال الكرمانى: هذا الرجل يحتمل أن يكون من هذه الأمة وسيقع بعد وأن يكون من الأمم السالفة فيكون إخباراً عما وقع وقيل هو قارون..... وجزم الكلاباذي والجوهري، أنه قارون..... قوله: (يتجلجل) من التجلجل بالجيمين وهو الحركة والمعنى

(جاري...)





أنه يتحرك وينزل مضطربا: وحكى عياض: أنه روى يتجلجل بجيم واحدة ولام ثقيلة  
بمعنى يتغطى أي: تغطية الأرض وحكى أيضا يتخلخل بخاءين معجمتين واستبعدها.

(كتاب اللباس، باب من جر ثوبه من الخيلاء: 21/442، ط: دار الكتب العلمية)

وفي فتح الباري:

وجزم الكلاباذي في معاني الأخبار: بأنه قارون، وكذا ذكر الجوهري في  
الصحاح، وكان المستند في ذلك؛ ما أخرجه الحارث بن أبي أسامة من حديث أبي هريرة  
وبن عباس رضي الله عنهم بسند ضعيف جدا: قالوا: خطبنا رسول الله صلى الله عليه و  
سلم فذكر الحديث الطويل وفيه ومن لبس ثوبا فاختلف فيه خسف به من شفير جهنم  
فيتجلجل فيها؛ لأن قارون لبس حلة فاختلف فيها فخسف به الأرض فهو يتجلجل فيها  
إلى يوم القيامة، وروى الطبري في التاريخ: من طريق سعيد بن أبي عروبة عن قتادة  
قال: ذكر لنا، أنه يخسف بقارون كل يوم قامة، وأنه يتجلجل فيها لا يبلغ قعرها إلى يوم  
القيامة.

(كتاب اللباس، باب من جر ثوبه من الخيلاء: 10/320، 319، ط: قديمي) فقط.

والله تعالى اعلم بالصواب

كتبه: محمد حسن غفور غفر له

المتخصص في الفقه الاسلامي

بالجامعة الفاروقية بكراتشي

1445/01/05 هـ 2023/07/24 م

الجوهري  
السبع

١٥ / ٢ / ١٤٤٥ هـ

الجوهري  
السبع  
١٥ / ٢ / ١٤٤٥ هـ

